ضبط و ترتیب: ادارۃ الحق

فریضۂ نبوت

تلاوت آیات ...... تزکیہ نفوس ...... تعلیم کتاب و حکمت

یہ تقریر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے سفر مشرقی پاکستان کے دوران میمن سنگھ کی جامع مسجد کے عظیم اجتماع میں بعد از نماز ظہر ۲۶ ذی قعدہ ۲۶ فروری کو ارشاد فرمائی۔ حاضرین کا تخمینہ ۳۰، ۳۵ ہزار کے لگ بھگ تھا۔ ——(ادارہ)——

★

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔

محترم بزرگو! اس آیت میں خداوند کریم نے حضورؐ کی بعثت کو مومنین پر بطور ایک احسان عظیم کے ذکر فرمایا، نیز حضور اقدسؐ کے فرائض منصبی کو بھی بیان کیا گیا کہ ان کا کام تلاوت آیات، اور تعلیم کتاب و حکمت ہے —— اس فرض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کیلئے حضور نے جس شغف، انہماک اور محنت و مشقت برداشت کرنے کا مظاہرہ فرمایا، کوئی مثال اسکی نہیں مل سکتی۔ اس امت کی تعلیم و تربیت اور انسانوں کو خدا سے ملانے کیلئے حضورؐ کو عجیب رأفت و شفقت خدا نے عطا فرمائی تھی۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔

امت سے حضورؐ کی آخری ملاقات | زندگی کے آخری وقت میں ہر شخص کو دنیا سے جاتے وقت اپنی اولاد اور مال و دولت وغیرہ کی فکر ہوتی ہے۔ مگر حضور اقدس نے جس دن وصال فرمایا اس دن صحابہ کرامؓ کا صبح با جماعت نماز پڑھنے کے دوران حجرہ مطہرہ کا پردہ اٹھایا۔ مسجد بھری ہوئی تھی، صحابہؓ نماز میں کھڑے ہیں صحابہؓ نے گوشۂ چشم سے دیکھا سید الکائنات

علیہ السلام کا چہرہ سامنے ہے حضور انورؐ کا چہرہ جیسا کہ مصحف قرآن کا ایک ایک صفحہ علوم و انوار اور برکات سے معمور و تابندہ ہے اسی طرح چہرہ انور نور سے بھرا تھا، تبسم چہرے پر طاری تھا۔ صحابہ کرامؓ کو بڑی خوشی ہوئی اور انہوں نے چاہا کہ دوڑ کر حضورؐ سے لپٹ جائیں، نماز چھوٹ جانے کا خطرہ صحابہؓ کو لاحق ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مصلّٰی سے پیچھے ہٹنے لگے حضورؐ نے اشارہ سے روک کر فرمایا نماز پڑھاتے رہو۔ پھر پردہ سرکا کر اندر تشریف لے گئے، علماء نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے اپنی امت کے ساتھ آخری ملاقات نماز کی حالت میں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری کے وقت اس حالت کی شہادت دے سکیں کہ جو قوم اللہ کے دروازے سے بھٹکی ہوئی تھی، کوئی لاتؔ اور عزیٰؔ کو پوجتا تھا، کوئی مناتؔ کو، اور کوئی شیطان کو اپنا معبود بنائے ہوئے تھا ـــــ اے اللہ میں نے انہیں تیرے دروازے پر حاضر کر دیا اور تیری عبادت کرتے چھوڑ کر آیا ہوں۔

ہر وقت امت کی فکر | حضورؐ کو ہر لحظہ اپنی امت کی دامنگیر رہی۔ حجۃ الوداع میں عرفات کے موقعہ پر دعا کی اور تشفی کرانی چاہی کہ میری امت کا کیا حال ہوگا۔ حضورؐ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت۔ اور اسے راہِ حق سے بھٹکانے کے لئے بے حساب فتنے سر اٹھائیں گے۔ دولت، عورت، حکومت، عیاشی اور دیگر بہت سی چیزیں ہونگی۔ امتی کس کس فتنے کے مقابلہ میں کامیاب ہوں گے۔ تو دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری امت کے بخشنے کی بشارت دے تو اللہ تعالیٰ نے میدان عرفات میں اپنے حقوق معاف کر دینے کی بشارت دی اور حقوق العباد کی معافی کا اعلان نہ ہوا۔ حضورؐ بے چین رہے رات کو مزدلفہ میں رو رو کر پھر دعا مانگتے رہے کہ اے اللہ حقوق العباد بخشنے کی کوئی صورت بھی فرما دیں، اسطرح کہ صاحب حق کو حق بھی پہنچ جائے اور اس حق تلفی کرنے والے کو معافی بھی ملے تاکہ ابدی عذاب سے نجات پائے تو خداوند کریم نے یہ دعا بھی قبول فرمائی اور صورت بتلا دی کہ قیامت کے دن مدعی اور مدعی علیہ کے سامنے ایک عظیم الشان باغ اور ایک شاندار محل آجائے گا ـــ دونوں مقدمہ چھوڑ کر متوجہ ہو جائیں گے کہ یا اللہ یہ شاندار باغ اور محل کس کے نصیب میں ہوگا۔ کسی شہید یا کسی مجاہد یا کسی نبی ہی کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ کہ یہ تو فروخت کیلئے ہے، وہ متعجب ہونگے۔ کہ اسے کون خرید سکتا ہے۔؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو خرید سکتا ہے اگر تو اپنے حقوق حقدار کو معاف کر دے تو تجھے ہی دے دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ کروڑوں حقوق جنت کی ایک اینٹ

کے برابر بھی نہیں ہوسکتے وہ فوراً اپنا حق بخشدے گا اور دونوں مدعی مدعی علیہ خوشی خوشی ہاتھ ملاکر صلح کرنے کے بعد جنت میں چلے جائیں گے ۔۔۔ قربان جائیے ، اللہ بھی کیسا رحمان و رحیم اور حضورؐ بھی ہمارے حق میں کیسے رؤف و رحیم ہیں ۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین تمام مخلوقات اسی رحمۃ للعالمین کی برکات اور فیوضات سے مالامال ہو رہی ہے ۔ تو اس ذات اقدسؐ نے ہماری نجات کیلئے کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔ بشرطیکہ ہمارا رشتہ حضورؐ سے استوار ہوجائے ۔

حضورؐ سے ہمارا رابطہ کیسے ہوسکتا ہے ۔ | اس ذات اقدس کے ساتھ ہمارا کچھ تو تعلق رابطہ اور کنکشن ہونا چاہئے ، وہ ذات اقدس اب بھی گنبد خضریٰ میں اپنے تمام کمالات اور فضائل کے ساتھ قیام فرما ہیں اور ہمارا ان سے رابطہ ضروری ہے ۔ اور یہ رابطہ تب صحیح ہوگا کہ ہمارے اندر حضورؐ کی اطاعت اور محبت دونوں کا جذبہ پیدا ہوجائے ۔ یہ میرے سامنے بجلی کے دو تار ہیں ، ایک گرم اور ایک سرد ، دونوں جمع ہوں تو بجلی روشن ہوسکے گی ۔ اسی طرح ہمارے دل کا بلب جب رسول اللہؐ کے ساتھ دو تاروں سے ملے گا تو ہمارے قلوب نور ایمان سے منور ہوں گے ۔ رسول اللہ سے محبت گرم تار ہے ، اور اسکی اطاعت اور فرمانبرداری سرد تار ہے ۔ نہ صرف محبت سے کام چلتا ہے ، نہ خالص قانونی اطاعت سے ۔ مگر افسوس ہمارا تو سرے سے کنکشن ہی کٹا ہوا ہے ۔ اور حضورؐ سے تعلق تو وہ عجیب نعمت ہے کہ حضرت موسیٰ جیسے اولوالعزم نبی نے اسکی تمنا ظاہر فرمائی ، اور انبیاء سابقین نے اپنی امتوں کو وصیت کی کہ اگر حضورؐ کا زمانہ پاسکو تو ان کی اطاعت اور محبت میں کوتاہی نہ کرنا ۔ بلکہ انبیاءؑ سے خداوند کریم نے میثاق کیا کہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ۔ کہ تم ضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کروگے ۔

محترم بزرگو ! حضورؐ نے وصیت فرمائی کہ تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ، کتاب اللہ و سنتی ، اگر انہیں تھامے رکھو گے تو ہرگز گمراہ اور ہلاک نہ ہوگے ۔ ایک خدا کی کتاب جو اللہ کا کلام ہے ۔ جسکی تعلیم کیلئے خدا نے حضورؐ کو بھیجا اور پھر انسانوں ہی میں سے بھیجا ، اگر رسول کوئی فرشتہ ہوتا تو اسے انسانی حوائج و ضروریات اور انسانی جبلت اور طبیعتوں کا اتنا اندازہ نہ ہوتا ۔ اور ایسی محبت نہ ہوتی جو رسول کو انسانوں ہی میں سے ہونے کی صورت میں ہے ۔

حضورؐ کا پہلا کام | ۔۔۔ تو حضورؐ کا پہلا کام اللہ کے کلام اور کتاب کے سلسلہ میں یہ تھا کہ یتلوا علیہم آیاتہ ۔۔۔ اللہ کی آیات کی تلاوت ان سے کرانا ہے ، اور ظاہر ہے کہ جب انسان ایک چیز کو زبان سے پڑھتا ہے ، تو وہ چیز دل و دماغ میں سرایت کرتی جاتی ہے ، بشرطیکہ دل جو

ظرف اور برتن ہے وہ پاک اور صاف ہو۔ اگر برتن صاف اور پاکیزہ ہے تو اس میں دودھ ڈالا جائے گا، مگر پیشاب کے برتن میں پاکیزہ چیز نہیں ڈالی جاتی۔ تو یہ دل جو روح اور جسم کا مرکز ہے لطیف ہے، جب یہ پاکیزہ ہوگا تو قرآن اس میں اترے گا۔

دل کی حالت | دل کی عجیب حالت ہے، حسب ارشاد خداوندی هل اتی علی الانسان حینٌ من الدھر۔ خداوند تعالیٰ نے جب حضرت آدم کے ڈھانچہ اور کالبد کو تیار کیا تو چالیس برس پڑا رہا، ابلیس آ آ کر اس ڈھانچے کے اردگرد چکر لگاتا جسم کے سوراخوں کو دیکھتا رہتا، پیٹ کو ٹھونکتا اور خوش ہوتا کہ چلو یہ تو اندر سے خالی ہے، اور میں ان راستوں کے ذریعہ انسان کو بھٹکانے میں کامیاب ہوں گا۔ مگر دل کو دیکھ کر پریشان ہوتا کہ یہ کیسی چیز ہے، اس میں گھسنے کا تو کوئی راستہ ہی نہیں۔ تو دل ایسی چیز ہے کہ اگر اسکی حفاظت ہو جائے تو شیطان کا کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا حدیث قدسی ہے کہ لایسعنی ارضی ولاسمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن (اوکماقال) ——— تجلیات خداوندی کی متحمل نہ زمین ہوسکتی ہے نہ آسمان، البتہ میرے مومن اور صاف دل بندے کے دل میں میرا جمال اور تجلّی سما سکتی ہے ——— سورج کا عکس پہاڑ اور بڑے بڑے ہیکلوں اور عمارتوں میں نہیں آسکتا مگر ایک چھوٹے سے شفاف آئینہ میں سارے سورج کا عکس سما جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لطیف پاکیزہ اور شفاف ہوتا ہے ——— حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجلّی ذات باری کی خواہش ظاہر کی، خداوند کریم نے پہاڑ پر اپنی تجلّی کا ایک شمہ ظاہر کر دیا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوا۔ فلما تجلّی ربّہ جعلہٗ دکّا۔ مگر دل اگر صاف ہو تو خدا کی تجلّی اس میں آجاتی ہے۔ اور ایک تہجد گزار وہ آوازیں سن سکتا ہے جو خداوند تعالیٰ بندے کی حاجت برآری کیلئے سحری کے وقت فرماتے ہیں۔

قلوب کا تزکیہ | ——— تو پیغمبر کا کام تلاوت کرانا تھا، اور اسی پر اکتفا نہیں بلکہ اسے دل و دماغ میں راسخ کرانے کیلئے قلوب کا تزکیہ بھی کراتا ہے کہ باطن صاف اور مستعد ہو کر اسے قبول بھی کر سکے، اور یہی وجہ ہے کہ دل آلائشوں سے آلودہ ہو تو صحیح علم اور دینی فقاہت بھی نصیب نہیں ہوسکتی۔ ؎

شکوت الی وکیع سوء حفظی   فاوصانی الی ترک المعاصی

> دل اگر صاف ہو تو خدا کی تجلّی اس میں آجاتی ہے اور ایک تہجد گزار وہ آوازیں سن سکتا ہے جو خداوند تعالیٰ بندے کی حاجت برآری کے لئے سحری کے وقت فرماتے ہیں ———

اگر ہمارے دلوں میں فانی چیزیں اور فانی دنیا موجود ہو تو اس میں باقی اور ابدی چیز نہیں اتر سکتی کلامِ خداوندی باقی ہے اور جو اس سے مرتبط ہوا وہ بھی باقی ہو گیا اور جو فانی چیزوں سے مربوط ہوا خواہ قارون وہامان یا امریکہ اور روس کا صدر کیوں نہ ہو، مٹ جائے گا۔ اس لئے حضورؐ کا دوسرا کام تزکیہ قلوب ہے۔

تعلیم کتاب تلاوت اور تزکیۂ نفوس کے علاوہ تیسرا کام حضورؐ کا یہ تھا ویعلمہم الکتاب۔ حضور اپنی امت کو کتاب کی تعلیم بھی دیتے ہیں، آیات کی شرح و تفسیر بھی کرتے ہیں، مصداق اور مراد خداوندی بھی متعین کرتے، اس کی عملی صورت اور شکل بھی امت کے سامنے رکھتے۔ منکرین حدیث کو کون سمجھائے کہ اگر حضورؐ کا منصب تعلیم کتاب اور قرآن کی تبیین و تشریح کا نہ تھا تو یتلو علیہم کے بعد یعلمہم کی کیا ضرورت تھی ـــ حالانکہ خود کتابوں کے مطالعہ سے علم حاصل نہیں ہوتا اور نہ اسے تعلیم کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ سب لوگ کتاب خرید کر مطالعہ کرتے، سکول یونیورسٹی کالج اور مدرسوں کی کیا ضرورت تھی ـــ استاد، مرشد اور پروفیسر کی کیا حاجت تھی ـــ تو قرآن کی تفسیر نبی کے تعلیم کے بغیر محض تلاوت کے ذریعہ کیسے امت کی سمجھ میں آ سکتی۔ اور اب تو ر... تلاوت کو بھی عبث اور فضول کہا جانے لگا ہے۔ تعلیم کتاب کا حق بھی حضورؐ سے چھیننا چاہتے ہیں، رہ گئی تلاوت تو اسے بھی غیر اہم کہا جانے لگا۔ العیاذ باللہ تلاوت اور تعلیم دونوں نہ رہے تو رہ کیا جائے گا ـــ

اسلام بنیادی چیزوں پر زور دیتا ہے حضورؐ نے وصال کے وقت کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کی وصیّت کی حالانکہ حضورؐ کے وصال کے وقت نئی نئی حکومت قائم ہوئی تھی۔ عرب ترقی کا محتاج ملک تھا۔ زرعی، تجارتی اور اقتصادی امور ان کے سامنے تھے۔ تو چاہیے تھا کہ کارخانوں اور ٹینکوں وغیرہ کے بارہ میں وصیت کرتے، اور اسلام ان چیزوں کا مخالف بھی نہیں۔ مگر وہ اصل اور بنیادی چیزوں کو لینا چاہتا ہے۔ کہ جب کتاب وسنت پر عمل رہے گا تو اس میں آخرت کے ساتھ دنیا کا ہر شعبہ بھی خود بخود آجائے گا۔ آجکل لوگ غیر ضروری جزئیات کے پیچھے لگے ہوتے ہیں۔ اسی لئے کامیاب نہیں ہوتے۔ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی ایک عجیب مثال بیان فرمائی ہے کہ کہیں ایک کبوتر پھر رہا ہو اور آس پاس ہر طرف آئینے رکھے ہوں تو ہر آئینہ میں کبوتر چلتا پھرتا دکھائی دے گا ـــ اب ایک شخص کبھی ایک آئینہ کیطرف ہاتھ بڑھاتا ہے کہ کبوتر کو پکڑے اور کبھی دوسرے کی طرف مگر کبوتر ہاتھ میں نہیں آتا۔ ایسے شخص کی ساری

عمر اسی طرح برباد ہو جائے گی، اور اگر وہ اصلی کبوتر کو پکڑے تو ہر طرف نظر آنے والے کبوتر بھی اُسے اپنے ہاتھ میں دکھائی دیں گے کہ جب اصل ہاتھ میں آیا تو اس کے عکس بھی قبضہ میں آجائیں گے۔ اس لئے حضورؐ نے بنیادی طور معجزات کی بجائے اپنے علوم و معارف تعلیمات اور کتاب وسنت کو اپنی صداقت کے لئے پیش کر دیا کہ اہل علم عالمانہ شان کے مطابق حالات دیکھ کر آپ کی صداقت مان لیں گے۔ ہاں اگر مخاطب عوام میں سے ہے، کلیات کو سمجھنے کی استعداد نہیں رکھتا تو مخاطب کی حیثیت کے مطابق اسے بھی سمجھانے سے انکار نہیں فرمایا۔ حضورؐ کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اور پوچھا حضور آپ پیغمبر ہیں۔؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا کہ اچھا اس ٹہنی کو اشارہ کریں کہ نیچے آجائے۔ حضورؐ کے اشارہ سے ٹہنی نیچے آگئی۔ اور وہ اعرابی ایمان لایا۔ رُکانہ ایک پہلوان تھا، آکر کہنے لگا کہ میں دلائل کو نہیں سمجھتا اگر آپؐ سچے ہیں تو مجھے پچھاڑ دیں اور وہ ایسا پہلوان تھا کہ گائے کے چمڑے پر جم جاتا اور لوگ اس کے قدموں کے نیچے سے چمڑہ کھینچتے تو چمڑہ پھٹ جاتا مگر اس کے قدم اپنی جگہ جمے رہتے۔ حضورؐ نے کبھی کشتی تو نہیں کی مگر چونکہ مخاطب ایسا ہے تو ایسے موقع پر استاد اور مرشد اپنے درجہ سے نیچے اترتا ہے تاکہ وہ سمجھ جائے اور اسے تدلّی کہتے ہیں۔ حضورؐ نے آہستہ سے ہاتھ ہلایا اور رُکانہ کو پچھاڑ دیا۔ اسکی تسلّی نہ ہوئی تو دوسری تیسری مرتبہ بھی اسے گرا دیا اور اُس نے سر تسلیم خم کر کے کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔ تو حضورؐ نے ملکی ترقیات اور منصوبوں کے بارہ میں وصیت نہیں کی مگر جب کتاب وسنت کا نام لیا تو اس میں اتحاد و اتفاق اور دشمن کے مقابلہ میں تیاری اور دنیاوی ترقیاں سب آگئیں ـــ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً بھی ہے کہ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور اختلاف مت کرو اور اتحاد و استحکام ضروری ہے۔ مگر جب بنیاد ایمان بالکتاب نہ ہو تو مضبوطی حاصل نہ ہو گی۔ اصل اور جڑ کے بغیر شاخیں بے کار ہیں۔ حضرت موسیٰ اور افلاطون کے مناظرہ میں ہے کہ افلاطون نے سوال کیا کہ اگر آسمان کمان ہو اور مصائب و آفات تیر دل کی طرح برسنے لگ جائیں اور کمان چلانے والا خدا ہو جس سے کوئی جگہ مخفی نہیں تو بچنے کی صورت کیا ہو گی تو حضرت موسیٰ نے جواب میں فوراً اصل علاج تبلایا کہ تیر چلانے والے کے دامن میں آجاؤ تو بچ سکو گے۔ افلاطون نے کہا کہ بیشک آپ خدا کے نبی ہیں، یہ جواب ہر کسی کے بس کا نہیں۔

کتاب وسنت ساری ترقیات کی جامع ہے

— تو مولانا الیاس مرحوم کا مطلب یہ ہے کہ اصل چیز کو پکڑ لیں تو سب نقلی چیزیں ساکن ہو جائیں گی۔ جب کتاب و سنت کو اپنا لوگے تو اس میں زندگی کے ہر شعبہ کی رہنمائی پاؤگے اور ہر چیز پر عمل آجائے گا۔ ہم جزئیات کو لئے پھرتے ہیں اور اس کے لئے کبھی اشتراکیت کے پیچھے بھاگتے ہیں کبھی مغربی تہذیب کے پیچھے حالانکہ اصل علاج اور ہے۔

شیخ الہندؒ کی وصیت | حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ جن کے مساعی سے آج ہم آزاد ہیں، انہوں نے مالٹا سے واپسی کے بعد اور عمر بھر کے تجربات کے بعد فرمایا کہ دو چیزیں جب تک مسلمان نہ اپنائیں گے ان کی کامیابی اور ترقی ناممکن ہے۔ پہلی چیز قرآن کریم سے تعلق اسکی تلاوت، تعلیم اور اس پر عمل ہے، دوسری چیز اتحاد و اتفاق ہے اور یہ دوسری چیز بھی پہلی بات میں آجاتی ہے۔ اگر ستر کروڑ مسلمان کجسدٍ واحدٍ (ایک جسم کی طرح) متحد ہو جائیں تو ہر عضو کو دوسرے اعضاء کی تکلیف اور مصیبت کا احساس ہوگا۔ اور ایک عضو کی تکلیف پر سارا جسم بیدار ہوگا۔ اگر مشرقی پاکستان کے مسلمانوں کی تکالیف کا احساس مغربی پاکستان کو ہو اور انڈونیشیا کے مسلمانوں کی تکلیف سے عرب اور چین کا مسلمان بے چین ہو تو کیا ہم برباد ہو سکیں گے۔ ؟ صرف اگر مسئلہ جہاد کی اہمیت کا سب کو احساس ہو جائے، تو سب کا دکھ درد ایک ہو جائے گا۔ کہ ایک عورت کو بچانے کے لئے اور مسلمانوں کی زمین کی ایک بالشت کیلئے بتدریج سارے عالم اسلام پر جہاد فرض ہوتا ہے۔ عالم اسلام کا ہر خطہ مقدس اور محترم ہے۔ غرض یہ سب چیزیں قرآن پر عمل سے حاصل ہوتی ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو بھائی بندی، ہمدردی، ایثار، قربانی اور اتحاد وغیرہ سب پر عمل ہو جائے گا۔ آج اگر سارے عالم میں طبقاتی تفاوت اور معاشی بے اعتدالی ہے تو کیا اس کا علاج قرآن و سنت میں نہیں، جن کی تعلیم ہے کہ ویطعمون الطعام علی حبہٖ مسکیناً و یتیماً و اسیراً۔ (کہ مسلمان اپنی خواہش اور ضرورت کے باوجود غریب، یتیم اور مسکین کو کھلا دیتا ہے۔) اور ارشادِ نبویؐ ہے: لیس المؤمن الذی یشبع وجارہٗ جائع الی جنبہ۔ وہ شخص مسلمان نہیں جو خود شکم سیر ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ ارشاد باری ہے: دیوثرون علی انفسھم ولو کان بہم خصاصۃ خود بھوکے ہیں مگر دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم سمجھتے ہیں —— تو ہمارے اندر اصل چیز یعنی کتاب اور سنت نہیں رہی جس کی وجہ سے یہ سارے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ حضورؐ نے جاتے وقت کتاب کے ساتھ دوسری چیز سنت کی تاکید کی۔ سنت ہر وہ چیز ہے جو حضورؐ کی ذات کے ساتھ قولی یا فعلی یا تقریری طور پر تعلق رکھتی ہے۔ مانسب الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم،

قولاً اور فعلاً اور تقریراً۔ پھر صحابہ کرامؓ نے سنت کی کیسی اتباع فرمائی کوئی امت اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ پھر جب تمام مسلمانوں کی ساری فلاح اور عزت حضورؐ کے صدقے سے ہے تو حضورؐ کی اتباع کیوں نہیں کرتے ۔۔ اور میں تو طلباء دین سے کہا کرتا ہوں کہ ہماری تو خوراک اور پوشاک بھی حضورؐ کے نام اور ان کے علم کے صدقے میں ہے۔ جیسے کہ قریش مکہ کو بیت اللہ کی نسبت اور مجاورت کی وجہ سے خدا نے نعمتوں سے مالا مال کیا لایلف قریش ۔الخ پھر اس کا تقاضا ہے کہ فلیعبدو رب ھذا البیت کہ اس بیت کے رب کی عبادت بھی کرو جس کی برکت سے تم کھا رہے ہو۔

اتباعِ سنت غیرت کا تقاضا بھی ہے | اپنے محسن اور مقتدا کے طور طریقوں کو اپنانا صرف شرعی مسئلہ نہیں بلکہ غیرت کا تقاضا بھی ہے۔ چین کا وزیر اعظم یہاں آیا، راستہ میں کہیں چین کا ایک کاغذی جھنڈا پڑا تھا اٹھایا، چوما اور سیکرٹری کو دیدیا کہ اسے سنبھالو۔ وہ اپنے ملک کا جھنڈا زمین پر برداشت نہ کر سکا۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب داڑھی میں کیا رکھا ہے۔ تو میں کہتا ہوں اس کاغذی جھنڈا میں کیا رکھا تھا۔ مگر اُسے تو کسی نے نہیں کہا کہ یہ تنگ نظری ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

لایؤمن احدکم حتی اکون	تم میں سے کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں
احب الیہ من والدہ وولدہ	ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے باپ
والناس اجمعین۔	بیٹے اور ساری مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

اور یہ حضورؐ سے محبت، اتباع سنت اور حضورؐ کی تعلیم کی برکت تھی کہ حضرت عمرؓ اور دوسرے بعض عمال عمر بھر حکومت کے دوران بھی صرف جَو کی روٹی کھاتے رہے کہ جب تک یقین نہ ہو جائے کہ رعایا کے ہر فرد کو گیہوں کی روٹی ملی ہے، جَو کی روٹی ہی کھائیں گے ۔۔ یہ حضرت عمرؓ ہیں کہ آج بھی تقریباً ۵۰ ہزار مربع میل زمین ان کی برکت سے مسلمانوں کے قبضہ میں ہے۔ اور یہ اس لئے کہ خود حضورؐ کا یہی حال رہا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ وصال کی رات گھر میں روشنی کے لئے تیل کسی پڑوسی سے مانگا گیا۔ گیہوں کا آٹا کسی سے مستعار لیا گیا کہ شاید حضورؐ اس کا ایک نوالہ کھا سکیں، زرہ مبارک وصال کے وقت ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جَو کے بدلے گروی ہے۔ صحابہ کرامؓ کا تو بڑا اونچا درجہ ہے۔

اکابر کی اتباعِ سنت | ابھی قریب میں ہمارے اکابر اور علماء حق نے حضورؐ کی کن کن

طریقوں سے اتباع فرمایا۔ دین کے لئے ان حضرات نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ یہ لوگ نہ ہوتے تو انگریز کو نکالنا ممکن ہوتا۔ ابھی کل ہم نے ڈھاکہ میں شہداء کی یادگار دیکھی جہاں بیک وقت چالیس علماء کو پھانسی پر لٹکایا گیا تھا۔ پھر حضورؐ کے علوم کس حال میں حاصل کئے حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ دہلی میں حلوائی کی دوکان کی روشنی میں مطالعہ کرتے، گرے پڑے ساگ کے پتے اٹھا کر دھو لیتے اور پکا لیتے، ضعف کے مارے جامع مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنے کی ہمت نہ ہوتی، ان حالات میں دین سیکھ کر ہم تک پہنچایا۔ ان کا ذمہ فارغ ہوا اور آپ لوگوں کو یہ امانت سپرد کر دی گئی ___ اور ان قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ ___

اکابر کی قربانیوں کا ثمرہ

جس ملک میں بھی انقلاب آیا اس کے ساتھ دین میں بھی انقلاب آیا۔ مگر برصغیر کے مسلمانوں کا دین انگریز کی غلامی کے باوجود محفوظ رہا اور محفوظ ہے۔ یہ ان علماء ہی کی برکت ہے۔ اور یہ جو ہزاروں پراگندہ حال مسلمان یہاں بیٹھے ہیں اہل باطل کے پاس ان کھوپڑیوں کا علاج نہیں۔ انبیاء نے سب کچھ خالص اللہ کے لئے کیا اور کوئی اجر نہ لیا قل لا اسئلکم علیہ اجرا میں تم سے کوئی اجر تبلیغ پر نہیں لاتا۔ ہمارے اکابر نے بھی حضورؐ کی اتباع میں ایسا ہی کر دکھایا۔ اور یہ ان کی قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ دین کے مراکز ملک کے گوشہ گوشہ میں قائم ہے سنا ہے کہ دو ڈھائی لاکھ دیوبند سے وابستہ علماء اس خطۂ مشرقی پاکستان میں موجود ہیں اگر آج بھی یہ سب علماء اور ان کے متبعین متفق و متحد ہو کر استقلال و ثبات سے کام کریں اور حضورؐ کے وارث اپنے مورث کا عکس اپنے اندر پیدا کر دیں تو اسلام کا پرچم ہر طرف لہرا سکتا ہے۔ حضورؐ نے سختی کو برداشت کیا صبر و تحمل اختیار فرما کر اپنا فریضہ تعلیم و تبلیغ پورا فرمایا اور آج بھی یہی پائیدار چیز ہے کہ تعلیم قرآن و تبلیغ دین پر بہت توجہ دی جائے۔ انگریز یہاں سے چلا گیا ہے۔ مگر اس کی تہذیب موجود ہے اور یہ سارا نتیجہ اسی کی تعلیم کا ہے ___ (نامکمل)

موتیا روک

- موتیا روک ___ موتیا بند کا بلا اپریشن علاج ہے۔
- موتیا روک ___ دھند، جالا، پھولا، ککروں کے لئے بھی بیحد مفید ہے۔
- موتیا روک ___ بینائی کو تیز کرتا ہے۔ اور چشمہ کی ضرورت نہیں رکھتا۔
- موتیا روک ___ آنکھ کے ہر مرض کے لئے مفید ہے۔

بیت الحکمت
لوہاری منڈی لاہور